ڈاکٹر قاری محمد طاہر

قرآن مجید کی آیات ورکوعات

قرآن حکیم کے اعجاز کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جس کے حروف سے لے کر کتابت تک ایک ایک چیز کو محفوظ کرنے اور محفوظ رکھنے میں مستقل جماعتوں نے کام کیا۔ کاتبوں نے رسم الخط کی حفاظت کی۔ قاری حضرات نے طرز ادا اور طرز تلاوت کی حفاظت کی' حافظوں نے الفاظ اور عبارت کی حفاظت کی۔ اسی طرح اعداد و شمار کے حوالے سے بھی لوگوں نے بڑی خدمت کی اور ایک ایک لفظ 'ایک ایک حرف کو حتیٰ کہ بعض نے زیر زبر تک کو شمار کیا ہے۔

یہ ساری بات تو بالکل واضح ہے کہ الفاظ قرآن پر زیر زبر پیش اور دیگر حرکات وسکنات وغیرہ بہت بعد میں لگائے گئے تاکہ غیر عرب لوگوں کو پڑھنے میں آسانی ہو سکے۔ اسی طرح حروف پر نقطے بھی بعد ہی میں لگائے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ حرکات وسکنات اور نقطوں کا انداز ہر علاقے کا مختلف ہے۔ مثلاً سعودی عرب میں جزم کی علامت ہ ہے جبکہ برصغیر میں جزم کی علامت ' ہے۔ یہی کیفیت نقطوں کی ہے۔ مثلاً ق پر برصغیر میں دو نقطے ڈالے جاتے ہیں لیکن افریقی ممالک میں ق کے اوپر دو نقطوں کی بجائے ایک نقطہ لکھا جاتا ہے یعنی ق مزید وضاحت ذیل کی مثال سے سمجھئے:

برصغیر پاک و ہند اور دیگر عربی علاقوں میں لفظ قرآن' اس طرح لکھا جاتا ہے ''قران'' جبکہ افریقی ممالک میں یہی لفظ اس طرح لکھا جائے گا' قران لکھا جائے گا۔ اس لئے زیر زبر یا پیش وغیرہ کے اعداد وشمار مختلف ہوتے ہیں۔ کچھ ملتی جلتی صورت حال آیات کی بھی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے قرآن حکیم کی تلاوت کے دوران مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر وقف کیا۔ جو صحابہ کرام اس وقت میں موجود تھے انہوں نے اس مقام کو آیت قرار دے دیا۔ اس طرح آیات کی تعداد مختلف علاقوں میں مختلف ہوگئی۔ چنانچہ اہل مدینہ کی تحقیق کے مطابق آیات کی تعداد ۶۲۰۴ ہے۔ اہل شام...... ۶۲۶۲۔ اہل مکہ کی تحقیق کے مطابق آیات کی تعداد...... ۶۲۱۹۔ اہل بصرہ...... ۶۲۱۹۔ اہل کوفہ...... ۶۲۳۶

برصغیر میں قرب مکانی کی وجہ سے اثرات کوفہ کے زیادہ ہیں اس لئے برصغیر میں یہی آیات مقرر ہوگئیں۔ اس بات کی مزید تفصیل کے لئے علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی الاتقان فی علوم القرآن سے مزید معلومات اخذ کی جاسکتی ہیں۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اللہ نے نبی آخر الزمان محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔ یہ بات مسلم ہے کہ سارا قرآن

ایک ہی بار نازل نہیں ہوا بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر نازل ہوتا رہا۔

قرآن مجید کی ۱۱۴ سورتیں تو بلا اختلاف منزل من اللہ ہیں لیکن قرآن مجید کی رکوعات اور پاروں کی تقسیم منزل من اللہ نہیں ہے۔ یہ تقسیم رسول اللہ ﷺ نے بھی نہیں فرمائی بلکہ بعد کے لوگوں نے اپنی ضرورت اور صوابدید کے تحت قائم کی پہلے قرآن مجید کو منازل میں پھر پاروں میں اس کے بعد کوعات میں تقسیم کیا گیا۔ اس کام میں سہولت تلاوت کو مدنظر رکھا گیا ممکن ہے اس کا ایک محرک تلاوت قرآں کے علاوہ تعلیم قرآن بھی ہو۔ رکوعات کے تعین کا کام صحابہ کرامؓ نے بھی سرانجام نہیں دیا۔

صحابہ کرامؓ کے دور کا مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان حضرات کو قرآن حکیم سے غیر معمولی شغف تھا اور وہ کثرت کے ساتھ تلاوت کلام اللہ کیا کرتے تھے۔ ان حضرات کا معمول عموماً ہفتہ میں ایک بار قرآن مجید کو مکمل کر لینے کا ہوتا تھا۔ لہذا اس مقصد کے لئے انہوں نے قرآن مجید کو سات حصوں میں تقسیم کیا۔ وہ ایک حصہ کو حزب یا منزل کا نام دیتے تھے۔ اسی لئے آج بھی یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی سات منزلیں ہیں۔ چنانچہ ایک روایت کے مطابق حضرت اوسؓ نے کسی صحابیؓ سے پوچھا کہ آپؐ نے قرآن کے کتنے حزب بنا رکھے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ایک حزب تین سورتوں کا' دوسرا پانچ سورتوں کا' تیسرا سات سورتوں کا' چوتھا نو سورتوں کا' پانچواں گیارہ' چھٹا تیرہ سورتوں جبکہ ساتواں اور آخری حزب مفصل میں سورۃ ق سے لے کر آخر قرآن (البرہان فی علوم القرآن ۱/۲۵)

اس کا مطلب یہ ہے کہ حزب کا لفظ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں رواج پا چکا تھا جس کا ترجمہ بعد میں منزل کیا گیا۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ سات احزاب منزل من اللہ نہیں تھے بلکہ صحابہ کرامؓ نے اپنی سہولت کے لئے مقرر کئے تھے۔ عین ممکن ہے کہ ان سات احزاب میں بھی یکسانیت نہ ہو۔ ہر صحابیؓ نے تلاوت کی غرض سے اپنے طور پر احزاب کو مقرر کر لیا ہو۔ تاہم یہ بات پوری طرح پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ احزاب کا تعین اللہ تعالیٰ نے یا نبی اکرم ﷺ نے خود نہیں فرمایا۔

لفظ حزب یا احزاب پھر مسلسل مستعمل رہا حتیٰ کہ دور حاضر تک سعودی عرب اور اس کے ملحقہ علاقوں میں تقسیم قرآنی میں یہی لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ احزاب کی ترتیب دور صحابہؓ سے مختلف ہے کیونکہ آج کل جو قرآن کریم سعودی عرب میں اہل عرب کے لئے شائع کئے جاتے ہیں ان میں رکوع وغیرہ نہیں لکھے ہوتے بلکہ حزب کا لفظ ہی لکھا ہوتا ہے۔ ہر پارے میں دو حزب ہوتے ہیں' جبکہ ہر حزب مزید چار حصوں پر مشتمل ہوتا ہے گویا ہر ایک پارے میں آٹھ حصے ہوتے ہیں' رکوع کا لفظ صرف برصغیر میں شائع ہونے والے مصاحف میں ملتا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ رکوع کی علامات برصغیر ہی میں جاری ہوئیں۔ یہ کس نے کیں............؟

اس کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ مولانا تقی عثمانی اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ ''ایک اور علامت جس کا رواج بعد میں ہوا اور آج تک جاری ہے رکوع کی علامت ہے اور اس کی تعیین معنی کے لحاظ سے کی گئی ہے یعنی جہاں ایک سلسلہ کلام ختم ہوا وہاں رکوع کی علامت (حاشیہ پر حرف ''ع'') بنادی گئی احقر کو جستجو کے باوجود مستند طور پر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ رکوع کی ابتدا کس نے اور کس دور میں کی'' (علوم القرآن ۱۹۸)

ہماری دانست میں قرآن مجید میں رکوع کا تعین معنی ومفہوم کے اعتبار سے نہیں کیا گیا بلکہ نماز تراویح میں قرآن مجید کو آخری عشرہ میں تکمیل کرنے کی غرض سے سہولت کے طور پر کیا گیا ہے کہ ایک خاص تعداد میں آیات کو متعین کرلیا اور اس جگہ پہنچ کر رکوع کرلیا گیا۔

رکوع کا لفظ ہی اس بات کی دلیل کے لئے کافی ثبوت ہے۔ البتہ اس جگہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ مکی سورتیں بیشتر بہت ہی چھوٹی ہیں جیسے سورۃ الکوثر اور سورہ الاخلاص وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ نماز تراویح میں اتنی چھوٹی سورتوں پر عموماً رکوع نہیں کیا جاتا بلکہ کئی سورتیں ملالی جاتی ہیں۔ تاہم مکمل سورۃ کے حوالے سے ان کو بھی رکوع ہی کے طور پر شمار کیا جانے لگا بہر حال یہ ایک قیاسی بات ہے۔ حتمی ثبوت نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں کہیں کوئی نقلی دلیل موجود نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ یہ صورت حال صرف برصغیر کے مصاحف میں ہی ملتی ہے۔ سعودی عرب کے اور دیگر بلاد اسلامیہ کے مصاحف میں نہیں۔ برصغیر میں یہ صورت حال کیسے پیدا ہوئی اس کا ثبوت فتاویٰ عالمگیری جسے فتاوہ ہندیہ بھی کہا جاتا ہے کی ایک عبارت سے ملتا ہے۔

ان المشائخ رحمهم الله جعلوا القرآن على خمس ماة واربعين ركوعاً واعلموا ذالك في المصاحف حتى تحصل النحتم في ليلته السابع و العشرين
(فتاویٰ عالمگیری، فصل التراویح)

مشائخ کرامؒ نے قرآن مجید کو پانچ سو چالیس رکوعات میں تقسیم کیا تاکہ پورا قرآن مجید ستائیسویں شب میں ختم کیا جاسکے۔

اس عبارت سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں:

۱۔ قرآن کریم کے پانچ سو چالیس رکوع مقرر کیئے گئے

۲۔ دوسرے یہ کہ اس دور میں عموماً قرآن مجید کو ستائیسوں شب میں مکمل کرنے کا رواج تھا۔ لیکن موجودہ مصاحف میں رکوعات کی تعداد پانچ سو چالیس نہیں بلکہ پانچ سو اٹھاون ہے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری میں یہ عبارت کیوں ہے۔ ممکن ہے اس دور کے مصاحف میں رکوعات کی تعداد پانچ سو چالیس ہی ہو۔ آخری پندرہ

سورتوں پر رکوعات کے نشان بعد میں لگائے گئے ہوں لیکن امکان کی حد تک یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کے فتویٰ تحریر کرنے والے سے سہو ہوا ہو یا کاتب سے ہوا ہو۔ لیکن کاتب کا سہو تو بعید از امکان ہے کیونکہ عدد تحریر کرنے میں غلطی ممکن ہے' الفاظ تحریر کرنے میں غلطی کا امکان تقریباً معدوم ہو جاتا ہے' پھر یہ بات بھی اپنی جگہ اہم ہے کہ فتویٰ نویس عموماً تحریر خود لکھا کرتے تھے۔ اس صورت حال میں سہو کاتب تو کامل طور پر خارج از امکان ٹھہرتی ہے' البتہ فتویٰ نویس سے غلطی کا صدور ممکن رہ جاتا ہے۔ اس حوالے سے ایک قوی دلیل یہ ہے کہ فتویٰ نویس نے پورے قرآن کے رکوعات کو شمار کرنے کی بجائے ستائیس کو بیس سے ضرب دے کر عدد نکال لیا۔ جو پانچ سو چالیس بنتا ہے اور یہ لکھ دیا۔

برصغیر میں دور حاضر کے مصاحف میں رکوعات کی تعداد پانچ سو اٹھاون ہے۔ برصغیر پاک و ہند اور دیگر بلاد عربیہ اسلامیہ کے مصاحف میں موجود یہ تفاوت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رکوعات کا تعین نہ تو منزل من اللہ ہے اور نہ ہی یہ تعین توفیقی ہے یعنی رسول اکرم ﷺ کا متعین کردہ نہیں۔ یہ بعد کے لوگوں یا حفاظ کرام نے اپنی سہولت کے پیش نظر کرلیا۔

قریبی زمانے کے ایک عالم مولانا عبدالصمد ضارم الازہری اپنی کتاب تاریخ القرآن میں لکھتے ہیں کہ رکوعات کی تعیین بھی حضرت عثمان کے زمانے میں ہو چکی تھی۔ (عبدالصمد صارم الازہری۔ تاریخ القرآن ۱/۸۱)

مولانا عبدالصمد صارم مرحوم نے یہ بات لکھ تو دی لیکن اس کی مستند دلیل کا تذکرہ نہیں کیا۔ تلاش بسیار کے باوجود کسی اور عالم کی تحریر سے بھی ان کی اس بات کی تائید نہیں ملتی۔

ایک قرآن مجید جس کا نام عکسی تجویدی قرآن مجید ہے' معروف استاد ظفر اقبال سیالکوٹی کی کاوشوں سے طبع ہوا جس کے شروع میں انہوں نے علامات ضبط تحریر کیں۔ اس قرآن مجید کی طباعت پیکجز لمیٹڈ لاہور کے اہتمام سے عمل میں آئی۔ اس کی تیاری میں کئی برس صرف ہوئے۔ اس کے آخر میں بڑے مفید اور معلوماتی جدول دیئے گئے ہیں۔

پہلا جدول قرآن مجید کی منازل پر ہے اور سات منزلوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

دوسرا جدول الاجزاء کے عنوان سا ہے جس میں تیس پاروں' ان کے رکوعات' آیات کی تعداد دی گئی ہے۔

اس جدول کے مطابق رکوعات کی تعداد پانچ سو اٹھاون اور آیات چھ ہزار دو سو چھتیس (۶۲۳۶) ہیں۔

اسی کے ذیل میں مصرف سے شائع ہونے والے قرآن مجید جو ۱۳۴۲ھ میں شائع ہوا' سات منازل کا تذکرہ دیا گیا ہے اس کے مطابق بھی آیات قرآنی کی تعداد ۶۳۲۶ اور رکوع ۵۵۸ ہیں جبکہ احزاب ۶۰ بیان کئے گئے ہیں۔ عرب علاقوں میں ہر پارہ دو احزاب پر مشتمل ہے جبکہ ہر حزب کے مزید چار حصے ہیں۔ یہ تقسیم بلاد پاکستان و ہند کے مصاحف میں موجود نہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بلاد عرب اور بلاد پاکستان و ہند اور بنگلہ دیش وغیرہ کے مصاحف میں یہ فرق کیوں ہے کیا اس سا قرآن مجید کی محفوظیت پر فرق نہیں پڑتا......؟

اگر فرق پڑتا ہے تو انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کی صداقت کا کیا مطلب رہ جاتا ہے۔ یہ بات سمجھ لینی چاہیے۔حزب ہوں یا رکوع یا پاروں کی تقسیم یا منازل' ان میں سے کوئی چیز بھی منزل من اللہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ ترتیب توفیقی کا حصہ ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نشاندہی نہیں کی ۔ یہ تمام تقسیمیں علاقائی ہیں اور حفاظ وقرأ ایک ذاتی ہیں ۔جس میں اپنے اپنے علاقے میں مروج صورت حال کے مطابق سہولت کو مدنظر رکھ کر ترتیب قائم کر لی گئی ۔اس لئے ظاہر ہے کہ اس تقسیم سے قرآن مجید کی محفوظیت ذرہ برابر متاثر نہیں ہوتی ۔ یہ ایسے ہی ہے جس طرح کوئی استاد کسی شاگرد کو سبق دے اور جہاں تک سبق دیا ہے وہاں نشان لگا دے۔ ظاہر ہے یہ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آج اس جگہ تک سبق دیا گیا۔ اگلے روز اس جگہ سے آگے پڑھایا جائے گا۔رکوعات اور اجزاء یا حزب یا منازل کا تعین بھی تقریباً اسی طرح کی حیثیت رکھتا ہے۔ البتہ قرآن مجید میں موجود ایک سو چودہ سورتوں کا تعین اور ترتیب تلاوت سب کی سب توقیفی ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے خود لگائی ہیں ۔ پورے عالم اسلام میں شائع ہونے والے مصاحف میں ان کے اندر کوئی کمی بیشی نہیں ہے نہ ہو سکتی ہے۔

تجویدی قرآن مجید جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس کے آخر میں مزید اہم باتیں اور بھی ہیں یعنی مذکورہ بالا دو جدول کے علاوہ تیسرے جدول میں سورتوں کی ترتیب تلاوت دی گئی ہے۔ چوتھا جدول ترتیب النزول کے عنوان سے ہے جس میں ایک سو چودہ سورتوں کی ترتیب نزولی لکھی گئی ہے۔ ساتھ ہی اس سورۃ کا مکی یا مدنی ہونا بھی واضح کیا گیا ہے۔ پانچواں جدول سورتوں کی ہجائی ترتیب کے حوالے سے ہے۔ان تمام جداول کا ہماری موجودہ بحث سے کوئی تعلق نہیں۔اس ساری بحث سے خلاصہ کے طور پر جو باتیں اخذ کی جاسکتی ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ قرآن مجید کی سورتیں ایک سو چودہ ہیں' پارے تیس ہیں اور رکوعات کی تعداد پانچ سو اٹھاون ہے جبکہ آیات کی تعداد برصغیر میں ۶۲۳۶ ہے۔

سورتوں کی تعداد کے علاوہ باقی کوئی چیز نہ تو منزل من اللہ ہے اور نہ ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح خود تقسیم فرمائی یہ جملہ تقاسیم اکابر قرأ حضرات نے اپنی سہولتوں اور صوابدید کے تحت مقرر کیں۔ واللہ اعلم۔